جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Number and Order of Arabic Letters: A Scholarly Investigation of the Opinions of Experts in Tajwīd and Linguistics

Sayyid Bāqir Ilyā Rizvī [1] and **Muhammad Rizā Shahīdīpūr** [2]

1. PhD, Sciences and Arts Readings, Al-Mustafa International University
E-mail: baqiraliyarizi@gmail.com
2. Assistant Professor, Al-Mustafa International University E-mail: mohammadreza shahidi@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
3 September 2025
Received in revised:
1 October 2025
Accepted:
19 November 2025
Available online:
2 December 2025

Keywords:
Abjad Letters,
Hijāʾī Letters,
Arabic Alphabet,
Number of Letters,
Order of Letters,
Articulation Points of Letters,
Phonetic Qualities of Letters.

ABSTRACT

In learning any language, the most fundamental issue is to become familiar with its alphabet. The Arabic language — being the language of the Qur'an and Islam — holds a special significance among all languages. The exact number of Arabic letters has long been a subject of scholarly debate, and similarly, the order of the letters remains an important topic in Arabic linguistics. This paper, based on library research and an analytical methodology, examines the number and order of Arabic letters from the perspectives of scholars in tajwīd (Qur'anic phonetics) and linguistics. The findings of the study indicate that the Arabic alphabet consists of 29 letters. Those who consider the number to be 28 do not regard alif and hamzah as two distinct letters — a view that is critically analyzed in this research. The paper also discusses secondary letters, which are classified into faṣīḥ (eloquent) and ghayr faṣīḥ (non-eloquent) types. Regarding the order of the letters, it was originally arranged according to their points of articulation (makhārij), later reorganized into the Abjad order, and in the modern period, it is commonly presented in the alphabetical (ibtithāʾī) sequence.

Cite this article: Ilyā Rizvī & Shahīdīpūr. (2026). The Number and Order of Arabic Letters: A Scholarly Investigation of the Opinions of Experts in Tajwīd and Linguistics.

New Horizons in Quranic Studies, 1 (2), 338-358

© The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

عربی حروف کی تعداد اور ترتیب: تجوید اور لسانیات کے ماہرین کی آراء کا تحقیقی جائزہ*

سید باقر ایلیا رضوی [۱] اور محمد رضا شہیدی پور [۲]

CC BY

اشاریہ

کسی بھی زبان کی تعلیم کے لیے سب سے بنیادی مسئلہ اس زبان کے حروف تہجی کو سیکھنا ہے۔ عربی زبان، جو قرآن اور اسلام کی زبان ہے، تمام زبانوں میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ عربی زبان کے حروف کی تعداد ہمیشہ سے ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے۔ اسی طرح، حروف کی ترتیب بھی عربی لسانیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ یہ مقالہ، جو لائبریری کے ذرائع اور تجزیاتی طریقہ کار پر مبنی ہے، عربی زبان کے حروف کی تعداد اور ترتیب کو قراءت اور لسانیات کے علماء کے نقطہ نظر سے زیر بحث لاتا ہے۔ تحقیق کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ عربی زبان کے حروف کی تعداد انتیس ۲۹ ہے۔ جو لوگ عربی حروف کی تعداد اٹھائیس ۲۸ بتاتے ہیں، وہ الف اور ہمزہ کو دو الگ حروف نہیں مانتے، جس کی وجوہات پر تنقید کی گئی ہے۔ ضمنی حروف بھی اس بحث سے متعلق ہیں، جو فصیح اور غیر فصیح دو اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں۔ حروف کی ترتیب پہلے مخارج کے لحاظ سے، پھر ابجدی شکل میں، اور جدید دور میں عام طور پر ابتثی الفبائی ترتیب میں بیان کی جاتی ہے۔

کلیدی الفاظ: حروف ابجد، حروف ہجاء، عربی حروف تہجی، حروف کی تعداد، حروف کی ترتیب،/ حروف کے مخارج، حروف کی صفات۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۰/۱ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۵/۱۱/۱۹

[۱]. پی ایچ ڈی، علوم اور فنون قرائات، المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی. (baqiraliyarizi@gmail.com).

[۲]. اسسٹنٹ پروفیسر، المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی، قم، ایران۔ (mohammadreza shahidi@gmail.com).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تمہید

وہ واحد کتاب جو انسان کی رہنمائی کے لیے اس کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے، یہ اپنے اندر یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ کسی بھی زمانے میں نہ تو اس کے احکام اور نہ ہی اس کے دستورات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" الحجر: ۹

اس طرح کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کا ضامن ہے۔ کیونکہ اس آسمانی کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب قیامت تک کے لیے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" فصلت: ۴۲ اور قرآن جو غیب کے خزانے سے عظیم ترین معارف کو دلنواز آہنگ کے ساتھ دنیا والوں کے لیے تحفہ بن کر آیا ہے۔ الزمر: ۵۵

قرآن ایک چشمہ اور آبِ حیات کا فوارہ ہے۔ الانفال: ۲۴

یہ سعادت کا اکسیر اور جاودانگی کی شراب ہے۔ اس کی تابندہ کرنیں عالمِ ملک کے تاریک گوشوں کو روشن کرتی ہیں۔ النساء: ۱۷۴، ابراہیم: ۱

یہ قرآن کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس نے انسانوں کے تمام پہلوؤں اور تمام سطحوں پر گفتگو کی ہے اور سب کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔

اس لیے قرآن کی قراءت اور تلاوت ہر شخص پر فرض اور ضروری ہے تاکہ وہ نہ صرف اس کے بلند مضامین سے آگاہ ہو بلکہ اس کی دلآویز آواز سے لطف اندوز بھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس آسمانی کتاب کو جتنا ہو سکے پڑھیں اور اس میں غور کریں۔ "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" المزمل: ۲۰ یعنی "جتنا ان کے لیے آسان ہو، قرآن کریم کی تلاوت کریں۔"

قرآن پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کا پہلا قدم عربی زبان کے حروف کو پہچاننا ہے۔ عام طور پر کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے سب سے پہلے اس کے حروف تہجی سیکھنا ضروری ہوتا ہے۔

علماء ان مباحث کے مقدمات میں یوں بیان کرتے ہیں کہ حروف کے ان مباحث کو جاننا قرآن سیکھنے والے کے لیے انتہائی اہم ہے، کیونکہ حروف کے مباحث قراءت کے اصولوں میں سب سے اشرف اور تلاوت کے علم میں سب سے اہم ہیں۔ حروف سے واقفیت کے بغیر متن سے صحیح پڑھنا ممکن نہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

وہ مسئلہ جو قدیم زمانے سے علماء کے درمیان اختلاف کا موضوع رہا ہے، وہ عربی حروف کی تعداد اور ترتیب ہے، جس پر اس مقالے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور ہر گروہ کے دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

پس منظر

حروف کے مباحث مختلف کتابوں میں ہمیشہ زیر بحث رہے ہیں۔ لغت نگاروں، عربی ادب کے ماہرین، تجوید اور قراءات کے علماء نے اپنے اپنے موضوعات کے مطابق اس بارے میں وسیع بحثیں تحریر کی ہیں۔ تاہم، ایسی کوئی کتاب دستیاب نہیں جو مستقل طور پر تمام حروف تہجی کی تعداد اور ترتیب پر قراءات کے علماء کے نقطہ نظر سے بحث کرتی ہو۔ البتہ، مختلف کتابیں حروف یا حروف کے ایک خاص گروہ پر لکھی گئی ہیں، جیسے:

"الرسالۃ الضاد" ــــ محمد بن عبد المتولی متوفی ۱۳۱۳ ہجری

"الفرق بین الضاد والظاء" ــــ محمد بن احمد الفروخی متوفی ۵۵۷ ہجری

اور دیگر کتب، جیسے آج کل کی بعض کتابیں "تجوید حروف الجوفیۃ التی نزل بہا القرآن" فرغلی سید عرباوی وغیرہ۔

لیکن ایسی کوئی تحریر نہیں ملتی جو مستقل طور پر عربی حروف کی تعداد اور ترتیب کا جامع تجزیہ پیش کرتی ہو۔

مفہوم شناسی

علماء نے "حرف" کی تعریف میں کہا ہے کہ لغت میں "حرف" کا معنی "طرف" کنارہ یا حد ہے۔

"الحروف التی تؤلف منہ الکلام... وہی حروف ا، ب، ت، ث"...

یعنی وہ حروف جن سے کلام ترتیب پاتا ہے، اور یہ ا، ب، ت، ث وغیرہ ہیں۔

"حروف"، "حرف" کی جمع ہے، جس کے ذریعے کلام تشکیل پاتا ہے۔

علماء تجوید و قراءات کے نزدیک حروف کی تعداد

حروف کی تعداد ان مباحث میں سے ہے جس میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں چند مشہور نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔

علماء قراءات و تجوید نے حروف تہجی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ:

حروف کبھی اصلی ہوتے ہیں اور کبھی فرعی۔ یہاں وہ دو اقسام بیان کی جاتی ہیں جن کی تفصیل علماء نے بیان فرمائی ہے۔

حروف اصلی بنیادی حروف

علماء نے حروف کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے: حروف اصلی اور حروف فرعی۔

پہلا نظریہ: حروف اصلی ۲۹ ہیں

بہت سے علماء، صدر اسلام سے لے کر آج تک، ۲۹ حروف کے قائل ہیں۔ بعض علماء نے تعداد حروف ۲۹ بیان کی ہے اور اپنے موقف کی دلیل میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! حضرت آدم علیہ السلام پر کتنے حرف نازل ہوئے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: '۲۹ حرف۔' ابوذر نے عرض کیا: میں نے تو ۲۸ گنے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: 'اللہ نے آدم علیہ السلام پر ۲۹ حرف ہی نازل فرمائے ہیں۔' میں نے پوچھا: کیا اس میں 'الف' اور 'لام' لا شامل نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'لامِ الف ایک ہی حرف ہے۔'"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ بحث تھی کہ "لامِ الف" لا ایک حرف ہے یا دو الگ حروف۔ آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ یہ الف کی ادائیگی کے لیے لام کے ساتھ ملایا جاتا ہے، لیکن اگر مقصد صرف الف سکھانا ہوتا تو پھر لام کے ساتھ کیوں جوڑا جاتا؟ پہلے ۲۵ سے زیادہ حروف موجود ہیں، تو پھر صرف لام ہی کیوں منتخب کیا گیا؟ یہ بلا وجہ ترجیح ہے۔

دلائل کہ "لا" ایک مستقل حرف ہے:

حدیثِ مذکورہ واضح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ راوی نے الگ سے "لا" کے بارے میں سوال کیا اور نبی ﷺ نے اسے ایک حرف قرار دیا۔

"لا" اسلام کی بنیاد میں ہے، جیسے کلمہ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ"۔ اگر یہ ایک حرف ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ عربی سے پہلے کی زبانوں میں بھی موجود تھا۔

کوئی معقول دلیل نہیں کہ الف سکھانے کے لیے لام کو چنا گیا ہو، بلکہ واضح دلیل یہ ہے کہ "لا" ایک مستقل حرف ہے۔

علماء کے اقوال:

صاحب کتاب "الرعایہ" لکھتے ہیں:

"الحُرُوفُ الّتِي تَألّفُ مِنْهَا الْكَلَامُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ حَرْفًا"

جامعة المصطفی العالمیة
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کلام بنانے والے حروف ۲۹ ہیں، جو ا، ب، ت، ث... ہیں۔ ان کی عظمت یہ ہے کہ اللہ نے ان ہی حروف کے ذریعے قرآن سمجھایا ہے۔

قرطبی "الموضح فی التجوید" فرماتے ہیں:

"حُرُوفُ العَرَبِيّةِ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ حَرْفًا... وَلَهَا سِتّةَ عَشَرَ مَخْرَجًا"

عربی حروف ۲۹ ہیں اور ان کے ۱۶ مخارج ہیں۔

عطار ہمدانی لکھتے ہیں:

"اعْلَمْ أَنّ حُرُوفَ الْمُعْجَمِ كُلُهَا تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ... وَهَذَا عَدَدٌ أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ العَرَبُ"

حروفِ معجم کل ۲۹ ہیں، اور اہلِ عرب کا اس پر اجماع ہے، سوائے ابو العباس المبرد کے، جن کا اجتہادی موقف ہے۔

غانم قدوری الحمد "شرح مقدمۃ الجزریہ" میں کہتے ہیں:

تمام شارحین جزریہ نے حروف عربیہ کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔

مکی "نہایۃ القول المفید" فرماتے ہیں:

"حُرُوفُ العَرَبِيّةِ تُقْسَمُ إِلَى أَصْلِيّةٍ وَفَرْعِيّةٍ... فَالأَصْلِيّةُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ حَرْفًا"

عربی حروف اصلی اور فرعی ہیں۔ اصلی حروف ۲۹ ہیں، جیسا کہ مشہور ہے۔

عبد الہادی الفضلی "الموجز فی علم التجوید" لکھتے ہیں:

علماء حروف کی تعداد میں اختلاف رکھتے ہیں:

۲۸ حروف اگر الف اور ہمزہ کو ایک شمار کیا جائے۔

۲۹ حروف اگر ہمزہ اور الف کو الگ الگ حروف مانا جائے۔

ابن جنی کا نقطہ نظر

ابن جنی نے حروف کی تعداد کے بارے میں کہا ہے:

"اعلم ان اصول حروف المعجم عند الکافۃ تسعۃ و عشرون حرفاً، فاولها الف و آخرها الیاء۔"

جان لو کہ تمام علماء کے نزدیک حروفِ معجم کی بنیادی تعداد ۲۹ ہے، جن میں پہلا حرف "الف" اور آخری حرف "یاء" ہے۔

ابن جنی کے مطابق، حروفِ تہجی کی اصل تعداد تمام علماء کے ہاں ۲۹ ہے۔ پہلا حرف "الف" اور آخری حرف "یاء" ہے۔ البتہ، بعض علماء جیسے ابو العباس مبرد "الف" کو حرف نہیں مانتے، اس لیے وہ حروف کی تعداد ۲۸ بتاتے ہیں۔

دوسرا نظریہ: حروف اصلی ۲۸ ہیں

بعض علماء، خاص طور پر بصرہ کے ادباء جیسے ابو العباس مبرد، حروف کی تعداد ۲۸ مانتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ بعض حروف مثلاً الف اور ہمزہ کا کوئی مستقل مخرج نہیں اور یہ اعراب کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اس لیے انہیں الگ حروف نہیں شمار کیا جاسکتا۔ مبرد کے شاگردوں نے بھی اسی نظریے کو اپنایا ہے۔

احمد بن محمد الجزری کا نقطہ نظر

احمد بن محمد الجزری جو امام جزری کے قریبی تھے اور انہیں "طبقات القراء" میں ایک ممتاز قاری کے طور پر ذکر کیا گیا ہے کہتے ہیں:

"ان اصل حروف اللغة العربية تسعة و عشرون حرفاً۔"

عربی زبان کے بنیادی حروف ۲۹ ہیں۔

وہ مبرد کے ۲۸ حروف کے نظریے کو رد کرتے ہیں، کیونکہ:

ہر حرف کا ایک نام اور ایک رسم لکھائی کی شکل ہوتی ہے۔

الف اور ہمزہ دو الگ حروف ہیں، کیونکہ ہمزہ مختلف شکلوں جیسے یاء، واو یا الف کے ساتھ میں آتا ہے۔

مبرد کا کہنا تھا کہ ہمزہ کی کوئی مستقل شکل نہیں، اس لیے اسے حرف نہیں مانا جاسکتا، لیکن الجزری اسے درست نہیں مانتے۔

جابری کا دعویٰ اجماع

جابری نے کہا ہے:

"اصل حروف المعجم تسعة و عشرون۔"

تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عربی حروفِ معجم کی تعداد ۲۹ ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ یہ تعداد دیگر زبانوں میں مکمل نہیں پائی جاتی، مثلاً:

"ضاد ض" صرف عربی میں موجود ہے۔

"ثاء ث" فارسی اور رومی یونانی/لاتینی زبانوں میں نہیں پایا جاتا۔

اس طرح، عربی حروف کی منفرد تعداد اور خصوصیات دیگر زبانوں سے اسے ممتاز کرتی ہیں۔

فرعی حروف

فرعی حروف وہ ہیں جو اپنی اصلی صفات سے تبدیل ہو چکے ہیں یا پڑوسی حروف کی آواز تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ تبدیلی درج ذیل تین صورتوں میں ہو سکتی ہے:

مجاورت قربت کی وجہ سے – جیسے "صاد" کا "زائ" میں بدل جانا۔

تسہیل آسان ادائیگی – جیسے ہلکی ہمزہ جو درمیانی حالت میں ہو۔

اختلاط دو حروف کا مل جانا – جیسے "صاد" اور "زائ" کا مکس ہونا۔

فرعی حروف کی تعداد

پہلا نظریہ: عربی حروف ۳۵ ہیں

کتاب "المقتصد" کے مصنف لکھتے ہیں:

"اعلم ان حروف العربیہ خمسۃ و ثلاثون حرفاً، و منہا ثمانیۃ عشرون لہا صورۃ۔"

جان لو کہ عربی حروف ۳۵ ہیں، جن میں سے ۲۸ کی اپنی مخصوص شکلیں ہیں۔

حروف کی تعداد میں اختلاف کی وجوہات

حروف کے مخارج پر قدیم زمانے سے بحث چلی آ رہی ہے۔ یہاں ہم قدیم، متأخرین اور معاصر علماء کے نقطہ نظر سے مخارج کی تعداد بیان کریں گے۔

حروف کی تعداد میں اختلاف کی بنیادی وجہ "الف ا" ہے، جس کے بارے میں علماء قراءات و تجوید کے مختلف نظریات ہیں:

ہمزہ ء کو حروف تہجی میں قطعی طور پر شامل کیا جاتا ہے، لیکن "الف ا" کو ایک مستقل حرف نہیں مانا جاتا۔

ہمزہ ایک آزاد حرف ہے کیونکہ یہ پچھلے حرف پر منحصر نہیں، جبکہ "الف" حرکتِ ما قبل کے بغیر نہیں پڑھا جاتا۔

ہمزہ کلمے کے شروع میں آسکتا ہے، لیکن "الف" یہ صلاحیت نہیں رکھتا۔

ہمزہ اپنے معنی رکھتا ہے جیسے استفہامی ہمزہ "إ"، لیکن "الف" کا کوئی مستقل معنی نہیں۔

ہمزہ کی مختلف شکلیں ہیں ء، إ، ئ، جبکہ "الف" صرف کھینچ کر مثلاً ـا لکھا جاتا ہے۔

بعض علماء نے ان دونوں کو الگ الگ حروف مانا ہے۔ قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ حروف ۲۹ ہیں، جو عرب و عجم استعمال کرتے ہیں، سوائے "ظاء" کے، جو صرف عربی میں ہے۔ نیز "حاء" بھی عربی کی خصوصیت ہے، جسے عجم بہت کم استعمال کرتے ہیں اور یہ اسلام کے بعد ان تک پہنچا۔

حروف کی انفرادیت

خلیل بن احمد نے کہا: "الظاء حرف خص بہ لسان العرب ولا یشرکھم فیہ إحد من سائر الائمم۔"

حرف "ظ" عربی زبان کی خصوصیت ہے، دنیا کی کوئی اور قوم اسے استعمال نہیں کرتی۔

"شرح جامع الجوامع" میں آیا ہے: "والذال المعجمة ليسة في الرومية ولا في الفارسية۔"

حرف "ذ" رومی یونانی اور فارسی میں نہیں پایا جاتا۔

حروف کی ترتیب

علماء نے حروف عربیہ کو مختلف طریقوں سے ترتیب دیا ہے:

تلفظ کے اعتبار سے

مخارج کے لحاظ سے

صفات کی بنیاد پر

ترتیب کے نظریات

قدیم زمانے میں حروف "الف، ب، ت..." کی ترتیب رائج تھی، لیکن خلیل بن احمد کے بعد نئے طریقے متعارف ہوئے۔ تین اہم نظریات ہیں:

الفبائی ترتیب ا، ب، ت، ث...

ہمزہ کو شروع میں رکھنا ء، ب، ت...

خلیل بن احمد کا نیا نظام حلق، لسان، شفوی حروف کی ترتیب

قدیم علماء کے نزدیک حروف کی ترتیب و تنظیم

اس حصے میں ہم تین قدیم علماء کے نظریات پیش کریں گے جو حروف کی ترتیب کے بارے میں مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں:

خلیل بن احمد فراہیدی کتاب "العین" کے مصنف

سیبویہ کتاب "الکتاب" کے مصنف

ابن جنی کتاب "سر صناعۃ الإعراب" کے مصنف

خلیل بن احمد فراہیدی کا نظریہ

خلیل بن احمد نے اپنی کتاب "العین" کا آغاز حرف "ع" عین سے کیا ہے اور اس کی وجوہات بیان کی ہیں۔ یہ ترتیب عربی زبان میں ایک انقلابی تبدیلی تھی۔ ان کے پیروکاروں نے اس انتخاب کی وجوہات یوں بیان کی ہیں:

اگر کتاب کا آغاز "الف" سے ہوتا:

"الف" کبھی بھی کلمے کے شروع میں نہیں آتا، نہ اسم میں نہ فعل میں، سوائے زائد یا مبدل ہونے کی صورت میں۔

"الف" دوسرے حروف پر انحصار کرتا ہے، اس لیے یہ مکمل حرف نہیں سمجھا جاتا۔

اگر "باء" سے شروع کیا جاتا:

پھر یہ سوال اٹھتا کہ "باء" کو "الف" پر ترجیح کیوں دی گئی؟ بلا وجہ ترجیح ہوتی۔

"ہمزہ" سے بھی آغاز نہیں کیا گیا:

کیونکہ ہمزہ بھی مختلف حالات میں حذف یا تبدیل ہو جاتا ہے۔

"ہاء" سے بھی آغاز نہیں ہوا:

کیونکہ "ہاء" ایک خفیف اور کمزور آواز ہے، جس میں صوتی طاقت نہیں ہوتی۔

خلیل کا حروف کی تقسیم کا طریقہ

خلیل کا ماننا تھا کہ تمام حروف حلق سے نکلتے ہیں، اس لیے انہوں نے حروف کو مخارج اور صفات کی بنیاد پر ۱۰ گروپس میں تقسیم کیا:

ع، ح، ہ، خ، غ حلق کے انتہائی حصے سے نکلنے والے حروف

ق، ک

ج، ش، ض

ص، س، ز

ط، د، ت

ظ، ث، ذ

ر، ل، ن

ف، ب، م

و، ا، ی

ء ہمزہ

خلیل کی ترتیب کی وجہ

انہوں نے اپنی کتاب کا آغاز "عین ع" سے کیا، کیونکہ یہ "اقصی الحلق" حلق کے سب سے اندرونی حصے سے ادا ہوتا ہے اور زبان سے قریب ترین ہے۔

یہ ایک منفرد اور علمی ترتیب تھی جو خلیل سے پہلے کسی نے نہیں اپنائی تھی۔

انہوں نے حروف کی آوازوں اور صفات کو واضح کرنے کے لیے "حرف" کی اصطلاح استعمال کی، جیسے :

"حروف الذلق" زبان کے کنارے سے نکلنے والے حروف

"حروف الجوف" حلق کے اندرونی حروف

"حروف الصحاح" صاف اور واضح حروف

سیبویہ کا نظریہ

سیبویہ نے بھی "اقصی الحلق" حلق کے انتہائی حصے سے حروف کی ترتیب شروع کی، لیکن وہ اپنے استاد خلیل بن احمد سے اختلاف رکھتے تھے۔ ان کی ترتیب یہ ہے :

ء ہمزہ، االف، ہ ہاء

ع، ح، غ، خ

ک، ق

ض، ج، ش

ی، ل، ر

ن، ط، د

ت، ص

ز، س، ظ

ذ، ث، ف

ب، م، و

سیبویہ کے اختلافات:

انہوں نے "ہمزہ" اور "الف" کو شروع میں رکھا۔

"غین" کو "خاء" پر مقدم کیا۔

"قاف" کو "کاف" کے بعد رکھا۔

نقد و تبصرہ:

سیبویہ کی ترتیب خلیل کے اصولوں سے ہٹ کر ہے۔

یہ اجتہادی ترتیب ہے، جس میں کوئی خاص علمی دلیل نہیں۔

اسے حروف کی ترتیب میں انقلابی تبدیلی نہیں کہا جا سکتا۔

ابن جنی کا نظریہ

ابن جنی کو "علم الاصوات القرآنیہ" قرآنی آوازوں کا علم کا ماہر کہا جا سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے قرآنی اصوات میں ایک منظّم اور دقیق نظام پیش کیا۔ انہوں نے قرآن کی تعلیم میں کئی نئے موضوعات متعارف کرائے جو ان سے پہلے نہیں تھے، جیسے:

حرف اور حرکت میں فرق

حرف میں حرکت کا تعین

حروف مستحسنہ اور حروف مستقبحہ کی تفصیلات

ابن جنی نے خلیل بن احمد کے اصولوں سے استفادہ کیا، لیکن ترتیبِ حروف میں سیبویہ کے نظریے کو ترجیح دی۔ البتہ، انہوں نے "ہاء" کو "الف" پر مقدم کیا اور حروفِ صفیر سیٹی والے حروف کی ترتیب میں سیبویہ سے اختلاف کیا۔ ابن جنی کی ترتیب مخارج حروف پر مبنی ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ یہ ترتیب خلیل کی ترتیب سے زیادہ درست ہے، جس میں کچھ اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

ترتیبِ ابجدی اور ترتیبِ ابتثی

ترتیبِ ابجدی

یہ ترتیب سامی زبانوں عبرانی، آرامی وغیرہ سے لی گئی ہے، جہاں ۲۲ حروف تھے۔ عربوں نے اس میں ٦ مزید حروف شامل کیے، جنہیں "رَوادِف" اضافی حروف کہا جاتا ہے۔ یہ حروف یہ ہیں:

ث، خ، ذ، ظ، ض، غ

اس طرح، عربی میں ۲۸ حروف ہو گئے۔ ابجدی ترتیب میں حروف کو الگ الگ نہیں بلکہ لفظی شکل میں پڑھا جاتا ہے، جیسے:

أَبْجَدْ، هَوَّزْ، حُطِّي، كَلِمُنْ، سَعْفَصْ، قَرَشَتْ، ثَخِّذْ، ضَظَّغْ

یہ ترتیب تاریخی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اس میں سامی زبان کے تمام ۲۲ حروف شامل ہیں۔ آج بھی بعض مدارس میں حروفِ تہجی اور قرآن کی تعلیم کے لیے ابجدی ترتیب استعمال ہوتی ہے۔

ترتیبِ ابتث الف بائی ترتیب

یہ ترتیب "ا، ب، ت، ث..." سے شروع ہوتی ہے اور عربی زبان کی ایجاد ہے۔ اسے نصر بن عاصم لیثی متوفی ۸۹ ہجری اور یحییٰ بن یعمر عدوانی جیسے علماء نے متعارف کرایا۔

عبد الہادی الفضلی کا نظریہ

عبد الہادی الفضلی کتاب "الموجز فی علم التجوید" کے مصنف کے مطابق، حروف کی ترتیب تین مراحل سے گزری ہے:

ترتیبِ ابجدی:

یہ سامی زبان سے لی گئی ہے اور "ا، ب، ج، د..." سے شروع ہوتی ہے۔
عربوں نے اس میں ٦ اضافی حروف شامل کیے۔

ترتیبِ الفبائی ابتث:

یہ "ا، ب، ت، ث..." کی ترتیب ہے، جسے عربی ادیبوں نے وضع کیا۔
اسے نصر بن عاصم لیثی اور یحییٰ بن یعمر نے رائج کیا۔
ترتیبِ صوتی خلیل بن احمد کی ترتیب:
یہ خلیل بن احمد کی ایجاد ہے، جس میں حروف کو مخارج اور صوتی خصوصیات کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا۔
یہ ترتیب "العین" میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

خلیل بن احمد نے صوتی اصولوں پر مبنی ترتیب دی۔
سیبویہ نے خلیل کی ترتیب کو اپنایا، لیکن کچھ تبدیلیاں کیں۔
ابن جنی نے سیبویہ کی ترتیب کو ترجیح دی، لیکن "ہاء" کو "الف" پر مقدم کیا۔
ترتیبِ ابجدی سامی زبان سے لی گئی، جبکہ ترتیبِ ابتثی عربوں کی ایجاد ہے۔
عبد الہادی الفضلی نے تین ترتیبوں ابجدی، الفبائی، صوتی کی وضاحت کی۔

مخارجی ترتیبِ حروف

کتاب "العین" میں حروفِ تہجی کے لیے ۱۰ القاب بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے ۹ کی تفصیل دی گئی ہے، جبکہ دسواں لقب "الحروف الهوائیہ" ہے، جس کی وضاحت میں کہا گیا ہے کہ یہ حروفِ جوفیہ ہیں۔
در حقیقت، اس میں ۹ بنیادی اقسام کے حروف شمار کیے گئے ہیں۔

۱. الحروف الحلقیہ حلقی حروف
یہ ۶ حروف ہیں جو حلق گلے کے اندرونی حصے سے نکلتے ہیں:
ع، ح، ہ، خ، ء، غ
خلیل نے "الف" کو اس میں شامل نہیں کیا، کیونکہ یہ ہوا کے بہاؤ سے ادا ہوتا ہے۔

۲. الحروف اللهویہ حروفِ زبانِ کوچک
یہ ۲ حروف ہیں: ق، ک
انہیں "الهویہ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ادا کرنے میں زبان کا کوچک حصہ الهات شامل ہوتا ہے۔

۳ .الحروف الشجریہ کھلے منہ کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ش، ض، ج

یہ منہ کھول کر ادا کیے جاتے ہیں۔

۴ .الحروف الاسلیہ کنارہ زبان کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ص، س، ز

یہ زبان کے کنارے سے نکلتے ہیں، جسے "اسلہ" کہتے ہیں۔

۵ .الحروف النطعیہ تالو کے قریبی حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ط، د، ت

یہ تالو کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

۶ .الحروف اللثویہ مسوڑھوں کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ظ، ث، ذ

یہ مسوڑھوں لثہ سے ٹکرا کر ادا ہوتے ہیں۔

۷ .الحروف الذلقیہ زبان کے کناروں کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ر، ل، ن

بعض روایات میں ۶ حروف ر، ل، ن، ف، ب، م بھی بتائے گئے ہیں۔

ابن خلیویہ کے مطابق، عربی میں کوئی چار یا پانچ حرفی لفظ ایسا نہیں جو ان چھ حروف میں سے ایک پر مشتمل نہ ہو۔

۸ .الحروف الشفویہ ہونٹوں کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ف، ب، م

یہ ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

۹ .الحروف الجوفیہ خالی جگہ کے حروف

یہ ۳ حروف ہیں: ا، و، ی

بعض علماء "ہمزہ ء" کو بھی شامل کرتے ہیں، کیونکہ یہ حلق کے انتہائی حصے سے نکلتی ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

فرعی حروف

علماء نے فرعی حروف کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

حروف مستحسنہ قرآن میں مستعمل

حروف غیر مستحسنہ قرآن میں نہیں

فرعی حروف کی اقسام ۱۶ اقسام

النون الخفیفہ: جیسے تنوین یا "منک، عنک" میں نون۔

الالف الممالہ: جیسے "العُلیٰ، الہُدیٰ" میں "ی" کی طرف جھکا ہوا الف۔

الالف المفخمہ: جیسے "مُصَلّی" میں "واو" کی طرف مائل الف۔

الصاد المشامہ: جیسے "الصِّراط" میں "ص" اور "ز" کا ملاوٹ۔

الہمزۃ المسہلہ: جیسے "رَءاَ" میں ہلکی ہمزہ۔

الحرف بین الشین والجیم: جیسے فارسی "ژ"، جو عربی میں نہیں۔

اگر انہیں شامل کیا جائے تو حروف کی کل تعداد ۴۲ ہو جاتی ہے۔

حروف مستقبحہ ناپسندیدہ فرعی حروف

یہ ۹ حروف ہیں جو قرآن میں نہیں، لیکن بعض عربی لہجوں میں پائے جاتے ہیں:

الکاف التی بین الجیم والکاف

الجیم التی کالکاف

الجیم التی کالشین

الضاد الضعیفہ

الصاد التی کالسین

الطاء التی کالتاء

الظاء التی کالثاء

الباء التی کالمیم

الذال التی کالثاء

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۱۰. جدید فرعی حروف مخارج قدیم کے مبدل حروف

ض ← د جیسے "رمضان ← رمدان"

س ← ز جیسے "مسجد ← مزجد"

ظ ← ز جیسے "عظیم ← عزیم"

ج ← گ جیسے "مسجد ← مسگد"

خاتمہ

حروفِ عربی کی تعداد میں دو نظریات ہیں: ۲۸ یا ۲۹، لیکن ۲۹ زیادہ صحیح ہے۔

۲۹ کے قائلین میں الف اور ہمزہ کو مستقل حروف ماننے والے شامل ہیں۔

خلیل بن احمد پہلے عالم ہیں جنہوں نے "ع" سے شروع ہونے والی صوتی ترتیب بنائی۔

ابجدی ترتیب قدیم ہے، جبکہ الف بائی ترتیب عام ہے۔

فرعی حروف کی تعداد ۷ ہے، جبکہ ناپسندیدہ فرعی حروف بھی موجود ہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتابیات

۱. قرآن مجید۔
۲. ابن جنی، ابوالفتح عثمان. (۱۴۱۹ق). المحتسب. دار الکتب الإسلامیة.
۳. ابن جنی، ابوالفتح عثمان. (۲۰۰۷). سر صناعة الإعراب. دار الکتب العلمیة. (چاپ دوم)
۴. ابن درید، الأزہری البصری. (۱۹۷۸). معجم جمهرة اللغة. دار العلم للملایین.
۵. الأزہری، منصور محمد بن إحمد. (۱۴۲۲ق). تہذیب اللغة. دار المعرفة.
۶. البہنساوی، حسام. (۱۴۲۵ق). علم الأصوات. المکتبة الثقافیة الدینیة.
۷. الجاربردی، فخر الدین إحمد بن حسن. (۱۹۸۴). شرح الشافیة. عالم الکتب.
۸. الجریسی، محمد مکی نصر. (۱۴۳۰ق). نہایة القول المفید فی علم تجوید القرآن المجید. دار الصحابة للتراث.
۹. الجزری، محمد بن محمد. (۲۰۰۷). طبقات القراء. دار الکتب العلمیة. (چاپ دوم)
۱۰. حسنی، عبدالجلیل یوسف. (۱۴۳۵ق). علم القراءة للغة العربیة. الصحصوة، شعبة السیدة زینب.
۱۱. الحمد، غانم قدوری. (۱۹۸۲). رسم خط المصحف. جامعة بغداد.
۱۲. الحمد، غانم قدوری. (۲۰۰۹). شرح المقدمة الجزریة. مرکز دراسات علوم القرآن.
۱۳. حیّاوی، یوسف کاظم. (۱۴۳۱ق). الدرس الصوتی عند إحمد بن محمد الجزری (ص. ۶۴). دار الصفاء للنشر والتوزیع. (چاپ اول)
۱۴. صغیر، محمد حسین. (۱۴۲۰ق). الصوت اللغوی فی القرآن (ص. ۵۳). مؤسسة دراسات قرآنیة. (چاپ اول)
۱۵. عرباوی، سید علی. (۲۰۰۹). تجوید الحروف الجوفیة التی نزل بہن القرآن. مکتبة إولاد الشیخ للتراث.
۱۶. فراہیدی، خلیل بن إحمد. (تاریخ ندارد). کتاب العین. مؤسسة دار الہجرة.
۱۷. الفضلی، عبدالہادی. (۲۰۱۲). الموجز فی علم التجوید. مرکز الغدیر. (چاپ دوم)
۱۸. فیروزآبادی، محمد بن یعقوب. (۱۴۱۴ق). تاج العروس من جواہر القاموس. دار الفکر.
۱۹. القاری، ملا علی بن سلطان محمد. (۲۰۰۹). المنح الفکریة. المکتبة العصریة.
۲۰. قرطبّی، عبدالوہّاب بن محمد. (۲۰۰۹). الموضح فی التجوید. دار العماد. (چاپ دوم)
۲۱. کحالہ، عمررضا. (۱۴۱۴ق). معجم المؤلفین. مؤسسة الرسالة؛ دار إحیاء التراث العربی.
۲۲. مبرد، ابوالعباس محمد بن یزید. (تاریخ ندارد). المقتضب. دار الکتب العلمیة.

۲۳. مجدی، ابراهیم محمد ابراهیم. (۲۰۰٦). فی الأصوات العربیة. مکتبة النهضة العصریة.
۲۴. مکی بن ابی طالب، حموش بن محمد. (۲۰۰۹). الرعایة لتجوید القراءة (ص. ۱۳۹). مکتبة اولاد الشیخ للتراث.

Sources

The Holy Qur’an.

1. Al-Azharī, Manṣūr Muḥammad ibn Aḥmad. (1422 AH / 2001 CE). Tahdhīb al-Lughah (Refinement of the Language). Dār al-Maʿrifah.
2. Al-Bahnassāwī, Ḥusām. (1425 AH / 2004 CE). ʿIlm al-Aṣwāt (Phonetic Science). Al-Maktabah al-Thaqāfiyyah al-Dīniyyah.
3. Al-Faḍlī, ʿAbd al-Hādī. (1433 AH / 2012 CE). Al-Mūjaz fī ʿIlm al-Tajwīd (A Concise Introduction to the Science of Recitation). Markaz al-Ghadīr. (2nd ed.)
4. Al-Farāhīdī, Khalīl ibn Aḥmad. (n.d.). Kitāb al-ʿAyn (The Book of al-ʿAyn). Muʾassasat Dār al-Hijrah.
5. Al-Fayrūzābādī, Muḥammad ibn Yaʿqūb. (1414 AH / 1993 CE). Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs (The Bride’s Crown from the Jewels of the Dictionary). Dār al-Fikr.
6. Al-Ḥamd, Ghānim Qudūrī. (1402 AH / 1982 CE). Rasm Khaṭṭ al-Muṣḥaf (The Orthography of the Qurʾānic Script). University of Baghdad.
7. Al-Ḥamd, Ghānim Qudūrī. (1430 AH / 2009 CE). Sharḥ al-Muqaddimah al-Jazariyyah (Commentary on al-Jazariyyah’s Introduction). Markaz Dirāsāt ʿUlūm al-Qurʾān.
8. Al-Jārabradī, Fakhr al-Dīn Aḥmad ibn Ḥasan. (1404 AH / 1984 CE). Sharḥ al-Shāfiyah (Commentary on al-Shāfiyah). ʿĀlam al-Kutub.
9. Al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad. (1428 AH / 2007 CE). Ṭabaqāt al-Qurrāʾ (The Classes of Qurʾān Readers). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah. (2nd ed.)
10. Al-Juraysī, Muḥammad Makkī Naṣr. (1430 AH / 2009 CE). Nihāyat al-Qawl al-Mufīd fī ʿIlm Tajwīd al-Qurʾān al-Majīd (The Ultimate Beneficial Discourse on the Science of Qurʾānic Recitation). Dār al-Ṣaḥābah lil-Turāth.

11. Al-Mubarrad, Abū al-ʿAbbās Muḥammad ibn Yazīd. (n.d.). Al-Muqtaḍab (The Abridged Grammar). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
12. Al-Qārī, Mullā ʿAlī ibn Sulṭān Muḥammad. (1430 AH / 2009 CE). Al-Minaḥ al-Fikriyyah (The Intellectual Grants). Al-Maktabah al-ʿAṣriyyah.
13. Al-Qurṭubī, ʿAbd al-Wahhāb ibn Muḥammad. (1430 AH / 2009 CE). Al-Mawḍiḥ fī al-Tajwīd (Clarification on Qurʾānic Recitation). Dār al-ʿImād. (2nd ed.)
14. ʿArabāwī, Sayyid ʿAlī. (1430 AH / 2009 CE). Tajwīd al-Ḥurūf al-Jawfiyyah allatī Nuzila bihinna al-Qurʾān (The Pronunciation of the Vowel Letters by which the Qur'an was Revealed). Maktabat Awlād al-Shaykh lil-Turāth.
15. Ḥasanī, ʿAbd al-Jalīl Yūsuf. (1435 AH / 2014 CE). ʿIlm al-Qirāʾah li-Lughah al-ʿArabiyyah (The Science of Arabic Reading). Al-Ṣaḥwah, Shuʿbat al-Sayyidah Zaynab.
16. Ḥayyāwī, Yūsuf Kāẓim. (1431 AH / 2010 CE). Al-Dars al-Ṣawtī ʿinda Aḥmad ibn Muḥammad al-Jazarī (The Phonetic Study according to Aḥmad ibn Muḥammad al-Jazarī), p. 64. Dār al-Ṣafā lil-Nashr wa al-Tawzīʿ. (1st ed.)
17. Ibn Durayd al-Azharī al-Baṣrī. (1398 AH / 1978 CE). Jamhurat al-Lughah (Compendium of the Arabic Language). Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn.
18. Ibn Jinnī, Abū al-Fatḥ ʿUthmān. (1419 AH / 1998 CE). Al-Muḥtasib (The Reserved Book on Grammatical Critique). Dār al-Kutub al-Islāmiyyah.
19. Ibn Jinnī, Abū al-Fatḥ ʿUthmān. (1428 AH / 2007 CE). Sir Ṣināʿat al-Iʿrāb (The Secret of the Art of Grammar). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah. (2nd ed.)
20. Kahālah, ʿUmar Riḍā. (1414 AH / 1993 CE). Muʿjam al-Muʾallifīn (Dictionary of Authors). Muʾassasat al-Risālah; Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

21. Majdī, Ibrāhīm Muḥammad Ibrāhīm. (1427 AH / 2006 CE). Fī al-Aṣwāt al-ʿArabiyyah (On Arabic Phonetics). Maktabat al-Nahḍah al-ʿAṣriyyah.
22. Makkī ibn Abī Ṭālib, Ḥumūsh ibn Muḥammad. (1430 AH / 2009 CE). Al-Riʿāyah li-Tajwīd al-Qirāʾah (The Care for the Correct Recitation), p. 139. Maktabat Awlād al-Shaykh lil-Turāth.
23. Ṣaghīr, Muḥammad Ḥusayn. (1420 AH / 1999 CE). Al-Ṣawt al-Lughawī fī al-Qurʾān (The Linguistic Sound in the Qur'an), p. 53. Muʾassasat Dirāsāt Qurʾāniyyah. (1st ed.)